THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

جلد چہارم] یکم شعبان سنہ ۱۲۹۰ ہجری سنہ ۱۳۰۴ نبوی [نمبر ۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع

تہذیب الاخلاق

جسقدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خواہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاویگا *

جن دوستوں نے شریک ہوکر اس پرچہ کو جاری کیا ہی اور ساتھہ روپیہ سالانہ اس پرچہ کے اجرا کے لیئے بطور امداد دیتے ہیں وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں بطور ممبر کے متصور ہیں اُن کو اختیار ہی کہ اگر چاہیں تو اَور کسی کو بھی بطور ممبر اپنے ساتھہ شریک کریں اور جو شخص اس طرح پر شریک ہوگا اُس کو بھی ساتھہ روپیہ سالانہ دینا ہوگا *

یہہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضاے مضامین ہوگا چھپا کریگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھہ تعلق نہوگا *

اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ معہ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا *

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین

تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھہ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھہ روپیہ بطور ڈونیشن کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خان صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہہ پرچہ علیگڈہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہی اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہی اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہی *

اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپہ ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار اطراف و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہہ ہی کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام مذہبی اس ترقی کے مانع ہیں اور درحقیقت وہ مذہب اسلام کے برخلاف ہیں وہ بھی مٹائے جاویں *

یکم شعبان سنہ ۱۲۹۰ ہجری
سنہ ۱۳۰۴ نبوی

مضمون نمبر ۱۵۹

روئداد

اجلاس سب کمیٹی مدرسۃ اسلامیہ علیگڈہ واقع ۳۱ اگست سنہ ۱۸۷۳ ع

شرکاء کمیٹی

محمد عنایت اللہ خاں صاحب رئیس بھیکم پور *
راجہ سید محمد باقر علیخاں صاحب رئیس پنڈراول *
کنور محمد لطف علی خاں صاحب رئیس چھتاری *
نواب محمد علیخاں صاحب رئیس جہانگیرآباد *
کنور محمد مسعود علیخاں صاحب رئیس دانپور *
کنور محمد معشوق علیخاں صاحب رئیس چکاتھل *
کنور محمد اعزاز خاں صاحب رئیس چکاتول *
محمد عبدالرحمن خاں صاحب رئیس دھرمپور *
سید محمد محمود صاحب بیرسٹرایٹ لا *
حافظ محمد محمود خاں صاحب رئیس رھسرپورا *
مولوی محمد لطف اللہ صاحب مدرس اول مدرسہ عربی علیگڈہ *
مولوی حافظ محمد اسمعیل صاحب رئیس علیگڈہ *
خواجہ محمد یوسف صاحب رئیس علیگڈہ *
مرزا عابد علی بیگ صاحب منصف ہاتھرس رئیس مرادآباد *
قاضی محمد لطافت حسین صاحب وکیل *
سید عاشق علی صاحب رئیس جلالی *
سید محمد اشفاق صاحب رئیس اترولی ضلع علیگڈہ *
منشی محمد سعید خاں صاحب تھرڈ ماسٹر مدرسہ انگریزی علیگڈہ *
منشی غلام حیدرخاں صاحب تحصیلدار اترولی *
محمد مسعود شاہ خاں صاحب منصرم ماصفی ہاتھرس *
منشی محمد مشتاق حسین صاحب نائب تحصیلدار *
محمد معصوم علی خاں صاحب نائب تحصیلدار ہاتھرس *

سکرٹری

مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب *

مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب بہادر جج ماتحت کی تحریک پر روساء اور معززین ضلع علیگڈہ اور بلند شہر کے جمع ہوئے اسبات پر غور کرنے کے واسطے کہ مسلمانوں کو اپنی تعلیم کے واسطے اس ضلع میں انتظام کرنا چاہیئے *

مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب نے تحریک کی کہ محمد عنایت اللہ خاں صاحب اس جلسہ کے صدرانجمن ہوویں کنور محمد لطف علی خاں صاحب اور راجہ سید محمد باقر علیخاں صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور کل جلسہ کے اتفاق سے خانصاحب موصوف نے صدرانجمن کی کرسی پر اجلاس فرمایا اور مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب سکرٹری ہوئے *

صدرانجمن نے مجمع سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ میں اُس عنایت کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو اسوقت مجمع کی طرف سے میرے صدرانجمن بنانے میں ہوئی ہی اور اُسکے بعد میں چند لفظ کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہہ ہیں کہ جن عمدہ مطالب اور مقاصد کی غرض سے یہہ کمیٹی منعقد ہوئی ہی اُن پر آپ سب صاحب غور کریں یعنی مسلمانوں کی تعلیم کے واسطے کسی مدرسہ کی ضرورت ہی یا نہیں پس جو اغراض اور مقاصد اس مدرسہ کے اجرا سے ہیں وہ مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب مفصل بیان کرینگے *

بعد اسکے مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب کھڑے ہوئے اور مفصلہ ذیل گفتگو کی *

اے رؤساے ضلع علیگڈہ اور بلند شہر سب سے پہلے میں آپ کی اُس عنایت کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے میری درخواست کو قبول کرکے آج اس کمیٹی میں آنے کی تکلیف اپنے اوپر گوارا کی اسکے بعد جس کام کے واسطے یہہ کمیٹی منعقد ہوئی ہی اور جس کا آغاز اسوقت صدرانجمن نے کیا اُس کی بابت میں کچھہ کہنا چاہتا ہوں *

اے صاحبوں — جب سے مسلمانوں کا آغاز ہوا چھہ سو سات سو برس تک اُنکی قوم میں علوم و فنون کی ایسی ترقی ہوئی کہ اُسکی وجہہ سے مسلمان دنیا کی قوموں میں اعلی تربیت یافتہ و شایستہ قوم کہلاتے تھے — اِس وقت جو قوم ہمارے اوپر حکمرانی کرتی ہی اور شایستگی اور تربیت میں مشہور ہی اُس نے بھی مسلمانوں سے اکثر اکتساب علوم و فنون کا کیا ہی اور اس لحاظ سے مسلمان اُنکے اُستاد بھی جاسکتے ہیں جس کے کہنے سے اب شرم آتی ہی لیکن اُس کے بعد اُن میں کاہلی و سستی کی بیماری پھیلی جس سے ایجاد و ترقی کی قوت کو روز بروز زوال ہوتا گیا یہاں تک کہ آج یہہ حالت پہنچی ہی کہ اُس قوم کو وحشی و نصف وحشی کہا جاتا ہی اور زیادہ تر افسوس یہہ ہی کہ وہ ایسے نا تربیت یافتہ و جاہل ہوگئے کہ اُنکو کسی طرح بھی اپنی اس حالت پر تنبہہ نہیں ہوتا ہی وہ کچھہ تمیز نہیں کرتے کہ ہم کیا تھے اور کیا ہوگئے بلکہ اسوقت تک یہہ خیال کرتے ہیں کہ دنیا کی لیاقت اور دین کی خوبی کوئی ہی جو ہم میں موجود نہیں ہی جبکہ جلد اس قوم نے ترقی کی تھی ویسا ہی

تنزل کیا میں اُن کے ہر زمانہ کے تنزل کا ذکر کرنا نہیں چاہتا اسلیئے کہ اُس میں بہت طوالت ہوتی ہی لیکن اسی پچھلی صدی کے نصف اول کی حالت کو کہ یہہ ہی زمانہ گورنمنٹ انگریزی کی سلطنت کا اس ملک میں ہی اور جس سے اکثر صاحب واقف ہیں ایک مثال کے طور پر بیان کرتا ہوں اور اُنکی سب حالتوں میں سے بھی صرف ایک حالت کا ذکر کرتا ہوں جو نہایت سریع الفہم اور محسوس مثال ہی پچھلی صدی کے نصف حصہ اول میں دنیا کی عزت گویا مسلمانوں کا حصہ تھا گورنمنٹ انگریزی نے معزز عہدوں اور اعلی منصبوں کے واسطے بطور دستورالعمل کے گویا اصول کو قرار دیا تھا کہ جو عہدے معزز ہوں وہ مسلمانوں کو دیئے جاویں سب عہدوں پر خصوصا حکومت کے منصبوں پر مسلمان مقرر کیئے جاویں آپ کو یاد ہوگا کہ جسقدر عہدہدار کیا دیوانی کیا فوجداری کیا کلکٹری جہاں تک تلاش ہوسکتی تھی وہ سب مسلمان تھے اور گورنمنٹ کے انگریزی عہدہدار نہایت عظمت و رفعت سے مسلمانوں کے ساتھہ میل جول رکھتے تھے اور کچھہ شک نہیں ہوسکتا ہی کہ جو لوگ اُس وقت ان عہدوں پر مامور تھے اُن کی لیاقت نہایت عمدہ تھی اور اُنھوں نے اپنی عمدہ لیاقتوں کے ذریعہ سے اُن عہدوں کے لایق اور اُس کا مستحق اپنے تئیں ثابت بھی کردیا تھا اور جو لیاقت اُس زمانہ میں اُن عہدوں کے واسطے لازم تھی وہ اُن میں بوجہ وجوہ موجود تھی اسی وجہہ سے وہ اپنی مقابل قوم سے جو قدیم اس ملک کی تھی نہایت ممتاز تھے اور دوسری قوم اُن پر رشک کرتی تھی جملہ علوم کیا عقلی و کیا نقلی جہاں تک کہ اُس وقت میں مروج تھے اُن سے عموما معزز اشخاص کامل طور سے واقفیت رکھتے تھے اپنی اولاد کی تربیت میں ہمیشہ مصروف تھے دور دور وطن سے تحصیل علوم کے لیئے بھیجتے تھے اور وہاں جاکر اُن کی اولاد تکملہ علوم کا کرتی تھی دین کے علوم کی اور عالموں کی یہہ کیفیت تھی کہ اگر اُس زمانہ کے عالموں کو آج کل کے اکثر مولوی صاحبوں سے مقابلہ کیا جاوے اور اُس کے نسبت نکالنے کا سوال خود اُنھیں مولوی صاحب کو حل کرنے کو دیا جاوے تو جب جواب نکالینگے صفر ہی نکلیگا اسی ہندوستان میں ایک شاہ عبدالعزیز صاحب کا دھلی میں خاندان تھا پورب میں بڑے بڑے عالموں کا گروہ تھا اَور بھی اطراف ملک میں متفرق علما منتشر تھے کہ جن کی تصانیف اگر کوئی مولوی صاحب تمام رات مطالعہ کر کے سمجھہ لیں تو بڑے عالم کہلاتے ہیں اور اگر دوسرے کو سمجھا بھی دیں تو تو مارے فخر کے پھولے نہیں سماتے ہیں علماے سابقین ہمیشہ اس باب میں ساعی تھے کہ کفار کو دایرہ اسلام میں لائیں آجکل جو مولوی صاحب کہلاتے ہیں وہ مسلمانوں کو دایرہ اسلام سے خارج کرنے پر افتخار کرتے ہیں اور خاص اسی کام کے واسطے بڑی بڑی مہریں جو ہرگز ڈیڑہ ڈیڑہ انچھہ سے کم نہیں کھدوائی ہوئی تیار رکھتے ہیں دوسری قوم نے تو رشک کیا اور اپنی حالت کو زمانہ کے مناسب بنانے میں کوشش کی اور ہمنے روز و شب اپنی کاہلی و سستی و جہالت و غفلت میں ترقی کرنی شروع کی ان دونوں کا اسی تھوڑے زمانہ میں یہہ نتیجہ ہوا کہ معاملہ بالکل منعکس ہوگیا عوام مسلمان اس کا الزام گورنمنٹ پر لگا کے اپنے تئیں بری کرتے ہیں مگر میں یقینی کہتا ہوں کہ وہ شکایت اُن کی محض بیجا ہی شاید یہہ بات کسی قدر سخت معلوم ہوگی لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ ہرگز مسلمان اس لایق نہیں رہے ہیں کہ جو طرز سلطنت گورنمنٹ کی اب ہی اُس کے لحاظ سے یہہ توقع بھی گورنمنٹ کی عنایت کے لایق ہوں ترقی کرنا تو درکنار اُنھوں نے اپنی پچھلی صدی کی لیاقت کے قایم رکھنے میں بھی کوشش نہیں کی پہلے کیسے کیسے بڑے عالم و صاحب استعداد عہدہ دار تھے اب جو لوگ اُن کی جگہہ ہیں وہ روبکار کے عنوان میں تو اپنے نام پر مولوی کا لفظ نہایت اصرار سے لکھواتے ہیں مگر جب حضرت سے کچھہ پوچھیئے تو حقیقت معلوم — کیا یہہ ہماری حالت رونے کے لایق نہیں ہی کیا ہمکو اپنی اس حالت پر ملامت و نفرین کرنا زیبا نہیں ہی کیا ہمارا یہہ موقعہ ہی کہ ہم اپنی بے لیاقتی کو تو نہ دیکھیں اور گورنمنٹ پر جھوٹا اور بیجا الزام لگاویں — دو چیزیں انسان کی عزت کا باعث شمار ہوتی ہیں ایک دولت دوسرا علم اول نظر میں یہہ خیال کیا جاتا ہی کہ دولت سے عزت ہوتی ہی لیکن میں یہہ کہتا ہوں کہ دولت سے ظاہری عزت البتہ ہوتی ہی اصلی عزت ہرگز نہیں ہوتی دولت ایک بے ثبات چیز ہی جو در حقیقت کسی ذاتی صفت کا سبب نہیں ہوسکتی عزت بذاتہ ایک صفت مستقل ہی اُسکا سبب بھی مستقل ہونا چاہیئے بہت سے بوہرے بہت سے بنیئے بہت سے اَور اهل حرفہ دولت مند ہیں لیکن لیاقت سے بے بہرہ آپ سب صاحب جانتے ہیں کہ اُن کی اُس دولت کے سبب سے کسی کا دل اُن کی عزت نہیں کرتا — علم ہی ایسی چیز ہی جس کی دولت لا زوال ہی اور جس کی عزت ہر انسان کا دل کرتا ہی عالم کی اصلی عزت افلاس کی حالت میں بھی دلوں سے نہیں جاتی اہل کمال کیسا ہی بے حیثیت ہو پھر اُس کی عزت ہر انسان کا دل کرتا ہی اور یہہ کمتر بات ہی کہ جو علوم کار آمد سے بہرہ ور ہوں اُن کو افلاس صدمہ پہونچاوے اسواسطے کہ یہہ بڑے حکیموں کا قول ہی کہ علم و دولت جدا نہیں ہوتی علم کے ساتھہ ہمیشہ دولت جاتی ہی جس قوم نے ترقی پائی ہی اُس نے علم کی بدولت ترقی پائی ہی دیکھیئے انگریز جو اسوقت

اعلی قوم دنیا کی مشہور ہیں اُس کا سبب بجز ترقی علوم کے اور کچھہ نہیں ہی پس یہی عمدہ صفت مسلمانوں نے کھو دی بڑا افسوس یہہ ہی کہ یہہ صفت اس قوم میں موجود تھی اور اُن سے اوروں نے سیکھی اور یہہ اُس کی حفاظت بھی نہ کرسکے اور اپنے ہاتھوں سے کھو بیٹھے — اس بات پر میں بہت بحث کرسکتا ہوں کہ دنیا کی عزت کا مدار صرف علم ہی پر ہی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہہ ایسی صاف و بدیہی بات ہی جس پر دلائل کی ضرورت نہیں ہی لہذا اس تقریر کو میں طوالت دینا نہیں چاہتا — افسوس ہی کہ مسلمانوں کے ہاتھہ میں نہ دنیا رہی نہ دین نہ مذہبی علوم سے اُن کو آگہی ہی نہ دنیوی علوم کو وہ سیکھتے ہیں معلوم نہیں کس خواب غفلت میں وہ پڑے سوتے ہیں جو کسی طرح سے ہوش میں نہیں آتے بہتیرا اُن کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کے جگاتے ہیں لیکن وہ نہیں جاگتے مذہب اُن کے نزدیک ہندوؤں کی طرح باپ دادا کی مراسم کا نام ہوگیا ہی اور عقائد اُن کے وہ ہیں جو اُن کے بچپن میں اُن کی پالنے والی ماما نے کہانی میں اُن کے سامنے باتیں کہیں تھیں *

اے صاحبو میں نے جو گذشتہ زمانہ کا ذکر کیا اور اُس کی حالت پر افسوس دلایا اُس سے میری اصلی غرض کچھہ اُس زمانہ پر افسوس دلانے کی نہ تھی اس لیئے کہ گذشتہ حالت برباد کرکے افسوس کرنے سے بذاتہ کوئی نتیجہ نہیں ہوتا ہی اس سے میرا مقصود یہہ تھا کہ اپنی پہلی حالت یاد کرکے یہہ دیکھنا چاہیئے کہ جو کچھہ اب تک ہوا وہ تو ہو چکا اب آیندہ ہم سب کو آمادہ ہوکر اپنی آیندہ نسلوں کے شایستہ بنانے کے واسطے جو اسباب تنزل ہیں اُن کو دور کرنا اور اسباب ترقی کا مہیا کرنا چاہیئے تاکہ جو بدنصیبی کا دن ہماری قوم پر منقریب آتا معلوم ہوتا ہی وہ نہ آوے — جو لایق و شایستہ قومیں دنیا میں ہیں اُن میں سے کوئی ہمکو پورا وحشی اور کوئی آدھا وحشی کا خطاب دیتی ہیں کیا یہہ ہمکو سننا اچھا معلوم ہوتا ہی کیا ہمارا اُس کے سننے سے دل کباب نہیں ہوتا کیا وہی انسان ہیں ہم انسان نہیں جیسی عقل خدا نے اُن کو دی ہی ذہن دیا ہی قوائے ظاہری و باطنی دیئے ہیں ایسے ہی ہمکو بھی دیئے ہیں کیا ہم وہی انسان اور اُن کی نسل نہیں ہیں جو سات سو برس پہلے دنیا کی اعلی قوم شمار ہوتے تھے — بلکہ پہلے زمانہ میں جس قدر ہماری قوم کو مشکلات تحصیل علوم و اکتساب فنون میں پیش آئی ہیں اُن میں سے بیسواں حصہ بھی ہمکو دقت نہیں ہی جیسا تیار مادہ اب ہمکو مل سکتا ہی اُن کو کہاں میسر تھا ہر قسم کا کھانا ہمارے واسطے تیار موجود ہی صرف کھا لینے کی دیر ہی اس لیئے کہ ایک اعلی درجہ کی شایستہ قوم ہمارے ملک میں حکمراں ہی جس سے ہم نہایت آسان ذریعوں سے ہر قسم کے علوم و فنون سیکھہ سکتے ہیں جن لوگوں نے دنیا کی قوموں کے حالات ترقی و تنزل سے واقفیت حاصل نہیں کی اور اُنہوں نے اکتساب کے ذرایع و نتایج کو نہیں جانا اُنہوں نے اپنی قوم کے تنزل کے علاج کو اپنی بے ہمتی سے ناممکن خیال کرکے لفظ تقدیر کو حیلہ پکڑا ہی جب اُن سے کہا جاتا ہی کہ اپنی قوم کی بھلائی میں کوشش کرو اُن کی ترقی کی فکر کرو اپنے تئیں جنگلی نہ کہلاؤ اس داغ کو اپنے اوپر سے اُٹھاؤ علوم سیکھو اور اپنی اولاد کو سکھلانے کے واسطے تدبیر کرو کیسے ذلیل و خوار ہوگئے ہو لیاقت حاصل کرو تو وہ جواب دیتے ہیں کہ علم و عزت سب تقدیر پر منحصر ہی ہمارے کیئے سے کچھہ نہیں ہوتا جو تقدیر میں ہی وہ ہوگا تدبیر سے کچھہ نہیں ہوتا ہی اور زیادہ کہیئے تو خفا ہوکے فرماتے ہیں کہ کیا ہمنے گلستاں بھی نہیں پڑھی

بخت و دولت بکار دانی نیست * جز بتائید آسمانی نیست

گفتار تو یہہ ہی اور عمل جو حضرت کا دیکھیئے تو یہہ ہی کہ مہینوں تک کوئی تو بامید نوکری کلکٹر صاحب کی کوٹھی پر صبح سے دس بجے تک جب تک وہ کچہری نہ جاویں اور پھر چار بجے سے شام تک جب تک صاحب ہوا خوری کو نہ نکلیں حاضر رہتے ہیں کوئی پانچ روپیہ کی چپراس کے واسطے منصف صاحب یا ڈپٹی صاحب یا تحصیلدار صاحب کے سامنے کمر بستہ و دست بستہ حاضر ہیں جب کہو کہ میاں تقدیر پر کیوں شاکر نہیں ہو تو کہتے ہیں کہ میاں تم تو احمق ہو

شرط عقل است جستن از درہا

جن کے اقوال یہہ اور افعال یہہ کیا اُن کو کوئی کہہ سکتا ہی کہ اُنہوں نے تقدیر پر اطمینان کیا ہی اور نہ یہہ تقدیر کے معنی ہیں کہ آدمی کوئی تدبیر تو نہ کرے اور پا شکستہ دست بستہ مونہہ کھول کر بیٹھہ جاوے — اگر ہمارے اکابر جو دین کی اشاعت کے باعث ہوئے اور ہمارے علماے سابقین جن کے سبب سے ہماری قوم اعلی قوم شمار ہوتی تھی تیرھویں صدی کے مسلمانوں کی سی عقل کے ہوتے اور ایسے ہی با ہمت و غیرت اور ایسے مضمون کی تقدیر پر شاکر ہوتے تو شاید پہلی ہی صدی میں اسلام اور مسلمانوں کی قوم کا خاتمہ ہو جاتا پس در حقیقت تقدیر ایک بہانہ ہی اصل ہماری کاہلی سستی بے غیرتی و بے ہمتی ہی تھوڑا عرصہ ہوا کہ مسلمانوں نے اپنی اس بری حالت پر مطلع ہوکر اپنے تنزل کے اسباب پر غور کیا ہی اور بڑے بڑے مباحثات کے بعد یہہ امر منقح ہوا ہی کہ اصلی سبب ہمارے تنزل کا ہماری بے علمی ہی یہہ تو طے ہوگیا لیکن جو تدبیر کہ اس کے واسطے سوچی گئی وہ یہہ ہی کہ جہاں تک

روئداد

ممکن ہو تعلیم پر اپنی قوم کی توجہ کی جاوے اور میری رائے بالخصوص یہہ قرار پائی ہی کہ سب سے اول رؤساء و معزز اشخاص اہل اسلام کی تعلیم کی تدبیر ہونی چاہیئے کہ اُس کے ذریعہ سے نہایت جلد اور عمدہ طریقہ سے عام قوم کے شایستہ ہونے کی اُمید ہی میںنے اس بات پر بہت دنوں سے توجہہ کی ہی کہ سب سے اول اس کام کے انجام ہونے کے واسطے اٹھارہ ضلعوں میں سے ممالک مغربی و شمالی کے ضلع علیگڈہ ہی لایق ہی یہی وہ ضلع ہی جہاں کے رئیسوں نے اپنی فیاضی کو قومی ہمدردی میں ثابت کردیا ہی یہی وہ ضلع ہی جہاں مسلمان لایق رئیسوں کا ایک مجمع ہی یہی وہ ضلع ہی جہاں کے رؤساء قومی بہبودی اور اپنی آیندہ نسلوں کی بھلائی میں اپنے روپیہ کا صرف کرنا اپنی نازش کا باعث جانتے ہیں اور بمقابلہ ہمدردی قومی کے روپیہ کی کچھہ حقیقت نہیں جانتے ذاتی لیاقتیں دماغی روشنی اُن کی مسلم ہی اُن کے مصارف ہمیشہ نیک ہیں ہمدردی کا جوش اُن کے دلوں میں پورا ہوا ہی چنانچہ اس بات میں کہ جس کا میں ذکر کر رہا ہوں ثبوت اس سے کہ میں پوری تحریک کروں وہ خود اس بات پر مصر ہوئے کہ تعلیم کی تدبیر کرنی ضرور ہی لیکن چونکہ یہہ گفتگو مجموعہ میں اور اُن میں متفرق طور پر تھی لہذا میںنے عام رائے لینے کے واسطے آج یہہ کمیٹی منعقد کی اور آپ صاحبوں کو تکلیف دی ہی اور آپ سب صاحبوں کا اسوقت اس مجمع میں تشریف لانا اسبات کو اس وقت بخوبی ثابت کرتا ہی کہ آپ کے دلوں میں قومی ہمدردی اور اپنی آیندہ نسلوں کی بھلائی بیٹھی ہوئی ہی پس اب میری دلی آرزو یہہ ہی کہ ضلع علیگڈہ میں آپ لوگوں کے اہتمام سے ایک مدرسہ قایم ہو اور اُس میں علوم معاد جو ہمارے مذہبی علوم ہیں اور عقبیٰ کی نجات کے ذریعہ اور علوم معاش جن پر ہماری دنیا کی عزت و معاشرت موقوف ہی سکھائے جاویں #

شاید کسی صاحب کے خیال میں یہہ گذرتا ہو کہ سرکاری مدارس جو اسوقت اضلاع میں مقرر ہیں کیوں تعلیم کے واسطے کافی نہوں اور مسلمان اپنی اولاد اور قوم کی تربیت اُن کے ذریعہ سے اگر کریں تو کیا خرابی ہی لہذا میں اسبات کا اطمینان کردینا چاہتا ہوں کہ یہہ خیال اور یہہ رائے درست نہیں ہی اول تو جو تعلیم انگریزی زبان کی اور دیگر علوم مروجہ کی مدارس میں ہوتی ہی بعد جرح و مباحثہ کے یہہ طی ہوگیا ہی کہ وہ عمدہ طرز سے نہیں ہوتی جسقدر زمانہ اُس میں صرف ہوتا ہی اُس قدر اُس سے فائدہ نہیں ہوتا اسکے علاوہ جو ہماری غرض ہی اُسکے پورا کرنے کو تو وہ بالکل ہی ناکافی ہی وہ غرض ہماری مذہبی تعلیم ہی جس کا نام بھی مدارس میں نہیں لیا جاتا آپ صاحب غور فرماویں

کہ جو لڑکا دس برس کی عمر یا آٹھہ نو سال کی عمر سے سرکاری انگریزی اسکول میں داخل ہوا اور بیس برس کی عمر تک اُسنے رہکر تعلیم پائی تو پورا حصہ اُسکی تعلیم کی عمر کا تو اُس میں ختم ہوگیا اور جسقدر ہمت و شوق تھا وہ تمام ہوگیا اب وہ اپنی مذہبی تعلیم کے واسطے زمانہ کہاں سے لائیگا اور کیونکر وہ ایسی عمر کے بعد اپنی حالت کو ابتدائی حالت بناکر عربی زبان اور اُن علوم کو جو پرانی زبان اور پہلے علوم سے ہرگز آسان نہیں تحصیل کریگا اور جب انگریزی علوم کی آزادی کے خیالات جو ہر نئے علم کا خاصہ ہی اُس کے خیالات کا دوسرا ڈھنگ پیدا کردینگے تو اُس سے مذہبی خیالات کی غور اور اُنکے سمجھنے اور سیکھنے اور باور کرنے کی اُمید بالکل بےبنیاد خیال اور بےاصل اُمید ہوگی پس جب یہہ حال ہوا کہ نہ وہ عقاید سے واقف ہوئے نہ اُصول مذہب پر مطلع ہوئے نہ اُنہوں نے فرایض کو جانا نہ واجب کو سمجھا نہ ارکان اسلام سے خبر ہوئی تو وہ مسلمانوں کا گروہ و جماعت نہ ہوگی بلکہ فلسفی طبیعتوں کی جماعت ہوگی جن کے خیالات اسلام کے خیالات سے بالکل مباین ہونگے لہذا ضرور ہی کہ مسلمانوں کا مدرسہ جداگانہ ہو جس میں دینی و دنیوی علوم کی تحصیل ہو اور وہ تھوڑے زمانہ میں اُن میں کامیاب ہوجاویں — یہہ بھی شاید بعض رؤساء کے خیال میں گذرتا ہوگا کہ اپنی اولاد کو اپنے سے جدا کرکے ہمکو تعلیم کرانے کی کیا ضرورت ہی کیوں ہم اپنی اولاد کو اپنے گھر پر دینی و دنیوی تعلیم نکراویں لیکن میں اسکو بھی رفع کرنا چاہتا ہوں اس لیئے کہ میری یہہ قطعی رائے ہی اور میں اپنے ذاتی تجربہ اور عام واقفیت سے کہتا ہوں کہ ممکن نہیں ہی کہ اس طرز سے عمدہ تعلیم ہوسکے اسوقت انگریزی علوم و اُسکی زبان کو چھوڑ دیجیئے اس لیئے کہ وہ تو ایک نا آشنا اور غیر مانوس زبان ہی عربی فارسی مروجہ علوم و زبانوں کا حال کہتا ہوں کون صاحب رئیسوں میں سے ایسے ہونگے جنکی یہہ خواہش نہو کہ ہماری اولاد تربیت پاوے اور علوم دینی و دنیوی میں لایق و فایق ہوجاوے اور کون ہوگا جس نے اسباب میں پوری کوشش نکی ہوگی اسلیئے کہ اولاد سے زیادہ انسان کسی کی بھلائی نہیں چاہتا مگر تمام رئیسوں میں سے کوئی بھی ایسا مجھکو معلوم نہیں ہوتا ہی جسکی اولاد نے پوری تو کیا نصف بھی کامیابی حاصل کی ہو — مدارس کی تعلیم میں جو اثر ہی وہ کبھی خانگی تعلیم میں ممکن نہیں ہر شخص کو ایسے مدرس کہاں بہم پہنچ سکتے ہیں جو مدارس میں موجود ہوتے ہیں مختلف استعداد مختلف طبیعتوں کے طالب علم ہم جماعت ہوتے ہیں اور آپس میں میل جول رکھتے ہیں آپس کی بات چیت میں جسقدر مدرسہ میں طالب علم سیکھہ

لیتا ہی وہ بہت زیادہ اُس سے ہوتا ہی جو خود پڑھ کر و یاد کرکے دیکھے طبیعت میں جو جودت و تیزی مدرسہ میں آتا ہی وہ کبھی خانگی تعلیم میں ممکن نہیں اس کے علاوہ یہہ تجربہ سے متعلق ہی اور ثابت بھی ہوسکتا ہی کہ طالب علم کا گھر سے جدا رہنا اُسکی تعلیم و تربیت میں اثر عظیم رکھتا ہی یہی وجہہ ہی کہ ہم لوگ کیسی ہی خانگی تعلیم پر آمادہ ہوں ہمارا بچہ مدرسہ کے تعلیم یافتہ لڑکے کی برابر ہرگز لایق نہیں ہوتا — پس میری بالکل قطعی رائے یہہ ہی اور جو اس پر پوری توجہہ کریگا وہ میری رائے سے متفق ہوگا کہ تعلیم ہمیشہ مدارس میں ہونی چاہیئے *

میں نے بہت دیر تک آپ صاحبوں کی سامع خراشی کی اب اخیر میں میں اس سے زیادہ کچھہ کہنا نہیں چاہتا ہوں کہ اس ضلع میں آپکے اہتمام سے ایک مدرسہ قایم کیا جاوے اور ایک مقام اُس کے واسطے تجویز کیا جاوے جس میں ہماری آیندہ نسلیں علم و دولت و عزت حاصل کریں *

اس کے بعد مولوی محمد لطف اللہ صاحب مدرس اول مدرسہ اسلامیہ عربی علیگڈہ کھڑے ہوئے اُنہوں نے فرمایا کہ جو کچھہ جناب مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب نے بیان فرمایا سب صحیح اور درست ہی میں بھی اُس کی تائید کرتا ہوں فی الواقع بسبب شایع ہونے جہل کے مسلمانوں کے امور دینی اور دنیوی دونوں میں فتور ہی مسلمانوں کو لازم ہی کہ دین و دنیا کی اصلاح کی فکر کریں اور یہہ اصلاح بغیر علم حاصل کرنے کے نہیں ہوسکتی اور علم بوجہہ کامل بغیر اس کے حاصل نہیں ہوسکتا کہ کوئی بڑا مدرسہ جس میں علوم دینیہ اور فنون متعلقہ بہ دنیا کی تعلیم ہو مقرر کیا جاوے اور ایسا بڑا مدرسہ جس میں عام مسلمانوں کی تعلیم ہو بغیر حسن توجہہ رؤسا کے اور ارباب استطاعت کے مقرر نہیں ہوسکتا پس صاحبان استطاعت کو بنظر خرابی حال مسلمانان لازم ہی کہ اس مدرسہ تعلیم مسلمانان میں دل سے شریک ہوں اور تا بمقدور سعی فرماویں *

بعد اس کے مولوی محمد اسمعیل صاحب کھڑے ہوئے اُنہوں نے فرمایا کہ مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب اور مولوی محمد لطف اللہ صاحب نے جو کچھہ اس وقت بیان فرمایا وہ نہایت مفصل اور مشرح تھا اُس کے بعد میرا کچھہ بیان کرنا بعینہ ایسی مثال رکھتا ہی جیسے آفتاب کے سامنے چراغ جلانا لیکن چونکہ اس جلسہ کی بنا ایک قومی ہمدردی پر ہی اس لیئے میں بھی اس باب میں کچھہ حرج نہیں سمجھتا کہ کوئی کلمہ خیر کہوں — یہہ بات سب مسلمان تسلیم کرتے ہیں کہ جہاں تک اسلام کی ترقی اور معاونت کے ذریعے ہیں اُن سب کو فراہم کرنا اور جو اُس کے تنزل کے اسباب ہیں ان کو دفع کرنا تمام مسلمانوں پر فرض ہی لیکن یہہ بات بھی ظاہر ہی کہ ایسی تدابیر کا پورا کرنا صرف ایک شخص کا کام نہیں ہی بلکہ ایک ایسے جلسہ کا کام ہی جس میں قومی محبت اور ہمدردی کا جوش ہی اور میں یہہ بات تسلیم نہیں کرتا کہ پرانی تعلیم مسلمانوں کی ناقص اور خراب ہی بلکہ مجھکو یقین ہی کہ پہلے علوم بھی نہایت عمدہ ہیں مگر چونکہ اُن کے قواعد و ترتیب خواندگی میں نقصان اگیا ہی اور جو ضروری علوم ہیں وہ اس میں شامل نہیں ہیں اس لیئے وہ ناقص معلوم ہوتا ہی پس اگر اُس کی اصلاح کی جاوے تو وہ نہایت عمدہ ہو جاتے ہیں اور یہہ بات بھی ظاہر ہی کہ علوم دین کی ترقی بغیر دنیوی ترقی کے نہیں ہو سکتی پس ضرور ہی کہ سب لوگ اس باب میں کوشش کریں اور دنیا کی ترقی کی اس لحاظ سے خواہش کریں کہ وہ اُن کے دین کی رونق اور ترقی کی باعث ہوگی نہ اس لحاظ سے کہ دنیا ہی اصلی مقصود اور دین اُس کا تابع ہی اور اس سے زیادہ کہنے کی مجھکو ضرورت نہیں ہی کیونکہ مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب سب کچھہ بیان فرما چکے ہیں *

اس کے بعد منشی محمد سعید خاں صاحب نے کھڑے ہوکر ایک بہت ہی فصیح مضمون بیان کیا اول اُنہوں نے مسلمانوں کی پچھلی ملکی فتوحات کی وسعت کو بیان کیا اور پھر مسلمانوں کے پہلے علوم کی ترقی کو یاد دلایا اور اُسوقت کی حالت کو اس وقت سے مقابلہ کرکے موجودہ حالت پر بہت کچھہ افسوس ظاہر کیا پھر اُنہوں نے فرمایا کہ اگر کوشش کی جاوے تو مسلمان اب بھی سب کچھہ کرسکتے ہیں اور اس کے ثبوت میں اُنہوں نے مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی کی طرف اشارہ کیا کہ کسطرح سے اُنہوں نے زر خطیر صرف کرکے اپنے بیٹے سید محمد محمود صاحب کو تھوڑی سی عمر میں نہایت اعلی درجہ کی تعلیم کرائی اور سید محمد محمود صاحب کے اُس پر فخر نتیجہ امتحان کا ذکر کیا جو انگلستان میں زبان انگریزی میں اپنے کل کالج پر فایق رہنے سے اُنہوں نے حاصل کیا تھا پھر اُنہوں نے سید محمد محمود صاحب کی اُس آمدنی کا ذکر کیا جو بیرسٹری کے ذریعہ سے اُن کو یوماً فیوماً زیادہ ملتی جاتی ہی اور حاضرین جلسہ کو اس طرف متوجہ کیا کہ جو کچھہ خرچ اُن کی تعلیم میں ہوا وہ بمقابلہ ایسی روز افزوں آمدنی کے بہت کم تھا پھر اُنہوں نے فرمایا کہ ہم میں سے ایسا کوئی نہیں ہی جو اپنی اولاد سے ایسی ہی محبت نہ رکھتا ہو جیسی سید احمد خاں صاحب کو اپنے پیارے بیٹے سے ہی اور بہت سے مسلمان رئیس اس قدر مقدور رکھتے ہیں کہ کافی روپیہ اپنی اولاد کی تعلیم میں صرف کرسکیں لیکن سمجھہ اور شوق درکار ہی آخر میں خاں صاحب نے فرمایا کہ قومی

ہمدردی اور خیر اندیشی اور ارادہ کی محبت کا سچا جوش یہی ہی کہ سب صاحب ایسے ایک مدرسہ کے جاری کرنے میں صرف ہمت کریں جس کی تحریک مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب نے فرمائی ہی *

اس کے بعد مرزا عابد علی بیگ صاحب نے کھڑے ہوکر مفصلہ ذیل گفتگو کی *

جن جن صاحبوں نے اس وقت گفتگو کی اُس کو میں کافی جانتا ہوں اور خاص کر اس وجہہ سے کہ ابھی میرے دوست سید محمد محمود صاحب کو بہت کچھہ کہنا ہی میں صرف چند فقرہ کہنا چاہتا ہوں — مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب نے جو مسلمانوں کی حالت تنزل میں گورنمنٹ کی نوکریاں نہ ملنے کا ذکر فرمایا اُس کا مقصود صرف یہی نہیں ہی کہ یہہ تنزل صرف اسی امر میں ہی اور نہ صرف گورنمنٹ کی نوکریاں حاصل کرنے کے ذریعے تلاش کرنا مقصود ہیں بلکہ حقیقت میں مسلمانوں کا تنزل گورنمنٹ کی ملازمت میں ایک بدیہی بات ہی اس لیئے مولوی صاحب نے بطور مثال کے صرف اُسی کا ذکر کیا ہی ورنہ اگر غور سے دیکھا جاوے تو مسلمان ہر طرح حالت تنزل میں ہیں — انسانوں کی معاش چار چیزوں پر محدود ہی زراعت تجارت حرفت خدمت سو مسلمانوں کی حالت ان سب باتوں میں جب کسی دوسری قوم سے مقابلہ کیا جاوے تو نہایت حالت تنزل میں پائی جاتی ہی دیکھو علم فلاحت کو جیسا کہ چاہیئے کوئی مسلمان نہیں جانتا تجارت کے اصول کی بالکل لاعلمی ہی پیشہ کا حال تو صریح ظاہر ہی جب ہم دوسرے ملک کی چیزیں اہل حرفہ کی بنی ہوئی دیکھتے ہیں تو حیران ہو جاتے ہیں خدمت کا حال مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب نے مفصل بیان فرما دیا ہی *

علم کی بابت بھی سمجھکر کچھہ کہنے کی ضرورت نہیں ہی کہ اُس کا حاصل کرنا لازم ہی — علم دین کی رونق اور ترقی بجز علم دنیاوی کے نہیں ہوسکتی اور علم دنیا جو خلاف شرع نہو وہ عین دین ہی حقیقت میں بموجب شرع کے ہم لوگوں کا دین و دنیا ایک ہی اور دین کا بقا بالکل ترقی دنیا پر موقوف ہی اور اسی غرض کے حاصل کرنے کے واسطے یہہ مدرسہ تجویز کیا جاتا ہی — ایک امر یہہ کہنا ضرور معلوم ہوتا ہی کہ اس کام کے لیئے جو سرمایہ ہونا چاہیئے وہ بہت بھاری خیال کیا جاتا ہی لیکن جب غور سے دیکھوئیے تو کچھہ بھی مشکل بات نہیں ہی — میں دیکھتا ہوں کہ لوگ امور خلاف شرع میں بہت بہت فیاضیاں کرتے ہیں اس ضلع میں بھی اور دوسرے اضلاع میں اس کی مثالیں بہت موجود ہیں اور حقیقت یہہ ہی کہ اگر اس کام کو دل کے جوش اور خوشی سے کیا جاوے تو تھوڑے آدمیوں کی ہمت سے بھی یہہ کام بآسانی ہوسکتا ہی اور یہہ خیال بھی نہ کرنا چاہیئے کہ ہر ایک شخص اپنی تعلیم خود کرسکتا ہی حقیقت میں جب تک کہ قومی تعلیم اور ملکی بہبودی کا ارادہ نہ کیا جاویگا تب تک کچھہ عمدہ نتیجہ حاصل نہیں ہوگا *

اس کے بعد سید محمد محمود صاحب بیرسٹر ات لا کھڑے ہوئے اُنہوں نے فرمایا *

اے صاحبو ایک ایسے موقع پر جب کہ اس مجلس میں ایسے بڑے بڑے رئیس جمع ہیں اور علی الخصوص ایسی حالت میں جب کہ ایسے لایق لایق شخص گفتگو کرچکے ہیں مجھہ سے اس بات کی توقع نہیں ہوسکتی کہ میں کوئی سودمند بات یا کوئی کارآمد نصیحت آپ کے سامنے بیان کرسکونگا البتہ میرا تجربہ اس باب میں آپ سے زیادہ ہی گو آپ میں سے اکثر مجھہ سے زیادہ بزرگ ہیں کہ میں نے اپنی عمر میں صرف ہندوستان ہی کے مختلف حصوں کو نہیں دیکھا ہی بلکہ میں نے تحصیل علم کی غرض سے یا اُن ملکوں کی ترقی کے سامانوں کی سیر کی غرض سے یا شاید اس لیئے بھی کہ اُن معلومات کے ذریعہ سے اپنی قوم کی جس قدر ممکن ہو مدد کرسکوں اُور ملکوں کو بھی دیکھا ہی جو بہت دور ہیں اور جن کا آپ نام ہی سنتے ہیں اُن ملکوں کی سیر اور تدابیر و عادات و طرز معاشرت دیکھہ کر البتہ میرے جی میں اس بات کا یقین ہوگیا ہی اور یہہ وہ یقین ہی جس کی ابتدا بچپن ہی میں ہوگئی تھی کہ ہماری قوم جو اپنی سخاوت اور شجاعت اور ذکاوت پر نظر کرتی ہی حقیقت میں وہ سب اقوام ہند سے اور سب میں ذلیل سے ذلیل رتبہ کے لوگوں سے بھی بدتر ہی جس وقت ہم ادنی کسان کی قوم پر نظر ڈالتے ہیں اور یہہ کہ اُس کا کیا کام ہی اور کس طرح وہ دن بھر محنت اور مشقت کرتا ہی اور رات کو واجبی آرام لیکر صبح کو پھر اپنے کام میں مصروف ہو جاتا ہی اور اس محنت و مصیبت سے وہ اُس ناج کو پیدا کرتا ہی جس سے نہ صرف اُس کی اور اُس کے بال بچوں کی پرورش ہوتی ہی بلکہ ہم سب کی زندگی کا وہی ذریعہ ہی اور پھر جس وقت ہم اُسی مثال میں اپنے اوپر غور کریں کہ کیا ہم اُسی دیانت سے اپنا کام کرتے ہیں تو وہی کسان خاص اس امر میں ہم سے بہت زیادہ شرافت رکھتا ہی — کیا صبح سے شام تک فضول عیش و عشرت میں صرف کرنا صبح کو دیر کر اُٹھنا حقہ پینے اور پان کھانے میں بہت سا وقت صرف کرنا ایسی ہی عزت کا باعث ہی جیسا وہ کسان کا کام — نہیں ہرگز نہیں وہ جو قدر اپنا فرض ادا کرتا ہی اُس کا نتیجہ ہم سب کے واسطے مفید ہوتا

هی اور هم جن باتوں میں اپنا وقت صرف کرتے هیں اُس سے عمر برباد هونے کے سوا اور کوئي نتیجه نهیں نکلتا *

میںنے بہت سے ملکوں کو دیکھا هی مگر دوسرے ملک کا حال بیان کرنے سے پہلے یہه مناسب هی که میں اپنے هي ملک کے مختلف حصوں کا کچھه حال بیان کروں — دو مهینے کے قریب عرصه هوا جو میرے والد نے میرے پاس اُن انگریزي کاغذات کا ایک بڑا بنڈل بهیجا جو گورنمنٹ مدراس و بنگال و بمبئي سے خاص کر درباب نئي تدابیر تعلیم مسلمانوں کے اُن کے پاس پهونچے تھے اور مجھه سے یہه درخواست کي که ان سب کا خلاصه کرکر تهذیب الاخلاق کے واسطے گورنمنٹ کے شکریه کا مضمون لکھوں — میں آپ کو یقین دلاتا هوں که جتنا جتنا میں اُن کاغذات کو پڑھتا جاتا تھا اپني قوم کي حالت سے مجھکو ایک رنج پیدا هوتا تھا یہاں تک که میں اکثر آبدیده هو هو گیا — کرناٹک کے حال میں وهاں کے صاحب کلکٹر نے یہه لکھا هی که "تعلیم کي رپورٹوں سے معلوم هوتا هی که یہاں کے مسلمان پچیس برس پہلے انگریزي کو نفرت جانتے تھے مگر اُس وقت سے انگریزي حکومت کو قوت هوتي گئي اور انگریزي زبان کو وسعت هوتي گئي یہاں تک که وه مسلمان جن کے باپ انگریزي پڑھنے کو نفرت جانتے تھے اب انگریزي کو کار آمد تسلیم کرتے هیں میںنے سب رئیسوں کو جمع کیا تاکه وه اپني اولاد کو مدرسه میں بهیجیں مگر سب سے بڑا عذر ان رئیسوں کي طرف سے یہه تھا که مسلمانوں کي اولاد کے پاس کپڑے نهیں هیں اور اس لیئے وه اپني اولاد کو غیرت کے سبب سے مدرسه میں نهیں بهیج سکتے حالانکه امیر سے امیر هندو دهوتي باندهکر اپني اولاد کو مدرسه میں بهیج دیتا هی" یہه بات رونے کے قابل هی مسلمان اب نام کے شریف ره گئے هیں اور اصلي عزت اور دولت حاصل کرنے کي کچھه فکر نهیں کرتے اور دن بدن ذلیل هوتے چلے جاتے هیں خیال کیجیئے که جن کي اولاد کے پاس اب کپڑا تک نهیں رها یہه وه لوگ هیں جنهوں نے کرناٹک کو قایم کیا تھا یهي وه لوگ هیں جنکے روبرو هزاروں مهاجن دست بسته حاضر رهتے تھے یهي وه لوگ هیں جنکے سامنے هزاروں لوگ صف باندھے حاضر رهتي تهي اور اب یهي وه لوگ هیں جو اُسي رعایا اور اُنهیں مهاجنوں کے مقروض اور کپڑوں تک کو محتاج هیں *

اب سهارنپور کے ضلع کي حالت پر غور کیجیئے جہاں تحقیق معلوم هوا هی که گذشته بندوبست میں جو جائداد اراضي مسلمانوں کے هات میں تهي اُس عرصه میں اُس میں سے تین چوتهائي مسلمانوں کے هات سے نکل گئي اور زمین کے هات سے نکل جانے سے یہه مطلب هوتا هی که گویا وه لوگ ملک سے نکلے جاتے هیں مسلمانوں کے هات میں اگر زمین نرهے تو گو کیسي هي باتیں بناویں لیکن وه اس ملک سے نکل جانے کي برابر هونگے مولوي محمد سمیع الله خان صاحب جو هائي کورٹ کے کام سے بہت زیاده واقف هیں وه اسبات کو تسلیم کرینگے که سو مقدمات متفرقه اجرا ڈگري جو هائي کورٹ میں دایر هوتے هیں اُن میں کم سے کم نوے مدیون ڈگري مسلمان هوتے هیں پس اب بهي اگر مسلمان کچھه فکر نکرینگے تو ایک دن یہه هوگا که همارے هات سے زمین نکل جاویگي یعني هم ملک سے نکال دیئے جاوینگے معاش کے ذریعوں کي طرف سے مسلمانوں کا یہه حال هی که سمندر میں رهنا اور مگر سے بیر مچھلیاں هیں اور مگر سے لڑائي اگر اس عملداري میں رهنا اور عزت سے رهنا منظور هی تو اپني اولاد کي تعلیم اس زمانه کے مناسب کرنا چاهیئے *

محمود سعید خان صاحب نے جو مجھه سے تجویز آدمي کا ذکر کیا میں اُس کا شکریه ادا کرتا هوں مگر اُن کا خیال یا کسي اور کا خیال صرف میري نسبت شاید ٹھیک نهوگا اور اگر بالفرض میںنے ایسے کام کیئے تو وه کوئي ایسے بڑے کام نهیں ایسے کام جب لوگ قصد کریں تو سب کرسکتے هیں لیکن میں البته اسبات کي تشفي آپ صاحبوں کو دلاسکتا هوں که میرے باپ نے جتنا روپیه جس طرح سے میرے اوپر صرف کیا اُسقدر روپیه سے میري طرح کوئي عزت سے زندگي بسر نهیں کرسکتا میري یہه راے هی بلکه میرا ایمان هی اور شاید مرتے دم تک رهے نه دیني اور دنیاوي چال چلن بالکل دنیاوي حالت پر منحصر هی اور اگرچه شاید بعض شخص اس سے متفق نه هوں لیکن میں اسکو بالکل صحیح جانتا هوں که دین میں نیک چلن هونا دنیا کي معاش پر منحصر هی اگر آدمي معاش سے تنگ نهوگا چوري نکرے گا اور اَور ایسے هي ذلیل گناهوں سے بچے گا اسکي صداقت آپ کو اس سے معلوم هوگي که مجرم اکثر غریب هوتے هیں پس اگر هم بهي غریب هوجاویں تو همارے برے افعال بڑھتے جاوینگے هر شخص جو دهلي گیا هی اسبات سے واقف هی که وهاں ایک پرانا قلعه هی جسکو لوگ تغلق آباد کهتے هیں اس قلعه میں مسلمان رهتے هیں جن میں سے کسي کا نام هی نصیرالدین خان کسي کا ظهیرالدین خان کسي کا سراج الدین خان اور ان ناموں کے ساتھه جب اُن کے کاموں کو دیکھا جاتا هی تو کام هی گهاس کهودنے کا — آثارالصنادید جب میرے والد نے لکھي تو اُس وقت اسبات کا تصفیه هوگیا که یہه سب لوگ محمد تغلق کي اولاد هیں جو هندوستان کا بادشاه تھا جب تغلق کي اولاد کا یہه حال هوگیا تو کیا پچاس برس کے بعد آپ کي اولاد کے لیئے اور اچھه توقع هوسکتي هی یہه ایک حساب کا سوال هی جسکو مدرسه کا پڑھنے والا سات برس کي عمر کا بچه بتا سکتا هی که پانچ لاکھه روپیه کي جائداد پانچ پانچ بیٹوں پر تقسیم هوکر ایک ایک لاکھه کي ره جاویگي

اور اسي طرح پانچويں پشت ميں بالكل نداره کے قريب هوجاويگي اور اتني دير بهي اُس حالت ميں هوگي جب كه جائداد موروثي بالكل قايم رهے اور اب ايک اور بات سمجهو كه جائداد کے تقسيم هونے کے بعد هر بيٹا اپنے باپ كي پوري نقل كرتا هى اور جو صرف اُسكا باپ پوري جائداد ميں كرتا وه اپنے منقسمه حصه ميں بے ويسا هي صرف كرنا چاهتا هى يهاں تک كه اكثر امير سے امير كي اولاد بالكل مقروض اور مفلس هوجاتي هى اور ميں يهه كيوں بيان كروں اور آساني سے يوں هي كيوں نه كهوں كه جب وسيلهٔ معاش محدود اور كهانے والے غير محدود هوں تو آخر اُسكا نتيجه اگر مفلسي اور ذلت نهوگا تو اور كيا هوگا ٭

اب ميں كچهه اور ملكوں كي حالتوں كا ذكر كرنا چاهتا هوں جهاں عرصه تک رهكر سب كچهه ميںنے اپني آنكهه سے ديكها هى ميں يقين دلاتا هوں كه انگريزوں كي قوم جس كو اب عالم اور فاضل لوگوں ميں سب سے فايق تر كا موجود هندوستان كا حكمراں كهلانے كا حق هى اُسنے صرف چنده کے ذريعه سے تعليم پائي هى يهي وه قوم هى جسنے گورمنٹ سے كبهي مدد كي درخواست نهيں كي جب ميں ولايت ميں تها تو اُن روزوں يهه تجويز هوئي كه اپاهجوں کے ليئے كوئي مقام اور كام تجويز هونا چاهيئے جهاں وه اپني زندگي بغير كسي ذلت کے بسر كريں ميںنے اُس کے اشتهار كو پڑها تو يهه لكها تها كه هر شخص سے اس كام ميں مدد كي توقع هى ليكن كسي شخص سے ايک پيسه سے زياده كي درخواست نه تهي تين برس بعد اَوْر ايک اشتهار آيا جس سے معلوم هوا كه اس ايک پيسه کے چهوٹے سے چنده كي بدولت لكهوكها روپيه جمع هوگيا تها ايک دن ميرے جي ميں آيا كه هماري قوم کے مدرسةالعلوم کے واسطے پندره لاكهه روپيه يا كسي شاخ مدرسه کے ليئے پچاس هزار روپيه كا سر انجام كس طرح هوسكتا هى ميںنے مردم شماري کے حساب سے گهروں كا حساب كيا كه اگر هر مهينے ميں هر ايک گهر سے ايک پيسه ليا جاوے تو ماهواري آمدني كم سے كم پچاس هزار روپيه كي هوسكتي هى پس اب جسقدر شكايت بے استطاعتي كي هى بالكل غلط هى فرض كيجيئے كه جسقدر روپيه ايک سال ميں فضول كاموں ميں ناچ رنگ ميں دعوتوں كي مجلسوں ميں هماري قوم صرف كرديتي هى اگر سب جمع هو تو كيا اس ميں كچهه شک هى كه اُس سے هميشه کے ليئے ضروري روپيه بآساني حاصل هوسكتا هى خرابي يهه هى كه همارے آپس ميں اتفاق نهيں هى اور اسي ليئے هميشه هندوستان جورتي خوار رها هى ايک ايسے زمانه ميں جبكه باپ بيٹے كي كچهه فكر نهيں كرتا بهائي بهائي كي خبر نهيں ليتا هر شخص كو اپني عزت تهامنا دشوار هى تو همكو يهه نهيں سوجهتا كه سب ملكر

كام كريں بلكه يهه سوجهتا هى كه جس كام كو كوئي ايک شخص قومي بهلائي كي نظر سے كرنا چاهے اُس ميں هر طرح سے رخنه انداز هوں هم ميں جوش مذهبي يهه رهگيا هى كه هم سني تم شيعه هم بدعتي تم وهابي جب محروم هو تو پانسو هندوؤں كا سر توڑا جاوے جب يهه ادبار هماري قوم پر آرها هى تو اب ترقي كي كيا توقع هو اور اور قوميں جو اپنے دل كي شجاعت اور علو همتي سے گهوڑدوڑ كي طرح اپني ترقي كررهي هيں كيا همكو كچهه عزت كي نگاهوں سے ديكهينگي اگر مسلمانوں نے اسوقت كچهه كوشش نه كي اور دنياوي ترقيات ميں اپنے آپ كو اپني اور همسر قوموں کے مقابله ميں ذليل هونے ديا تو كيا اسلام باقي رهجاويگا كوئي مورخ اسبات سے انكار نكريگا كه اگر يهي حال رها تو پچاس برس بعد خدا نخواسته مسلمانوں كا مذهب شيخ سدو کے بكروں پر اور مدار كي چهڑيوں پر رهجاويگا پس جو لوگ انجام پر نظر كرتے هيں وه بےشک اس نتيجه پر آتے هيں كه دين كي بقا دنيا كي ترقي پر بالكل منحصر هى اس وقت هماري قوم تباهي کے دريا ميں هى اگر هم كوشش كريں تو ابهي تيركر اُس سے نكل سكتے هيں صرف پچاس برس كا عرصه هماري اولاد كو طے كرنا هوگا ليكن اگر اسوقت كچهه كوشش نه هوئي تو ميں اپنے ايمان سے يقين كرتا هوں كه آج سے دس برس کے بعد اس ڈوبتي حالت کے نكلنے کے واسطے هم ميں تيرنے كي قوت بهي باقي نرهيگي غدر سے پهلي حالت كو ديكهيئے اُس وقت پچاس هزار روپيه فراهم هوجانا كيسي ذراسي بات تهي اور اب رهي كسقدر مشكل هى اور اسي پر قياس كرليجيئے كه آينده كيا حالت هوگي ٭

ولايت كا يهه حال هى كه كوئي عمدة مدرسه گورنمنٹ كي جانب سے قايم نهيں هى تمام عالي درجه کے مدارس طالب علموں كي فيس وغيره کے ذريعه سے قايم هيں جس دارالعلوم ميں ميںنے تعليم و تربيت پائي هى اُس كي سالانه آمدني اُس ملک کے اُمراء كي توجهه سے لاكهوں روپيه سال كي هى ابتدا ميں ايک غريب رئيس نے اپني اولاد كو پوري تعليم دے چكنے بعد اُن سے كها كه تمكو عزت سے اپني زندگي بسر كرنے کے وسيلے بخوبي حاصل هيں اب مجهكو اپني قوم کے ساتهه بهلائي كرنا چاهيئے اور اپني قوم كي بهلائي كيا هى اُس کے ليئے علم تعليم كا بندوبست كرنا هى پس اُسنے اپني جائداد اُس غرض سے وقف كي وه جائداد اُس وقت صرف پانسو روپيه سال كي تهي اُسکے بعد اور لوگوں نے بهي ديكها ديكهي اُس كام کے واسطے جائداديں ديں اور ايک بادشاه كي ماں نے كثير آمدني كي جائداد دي يهه ذكر اُس وقت كا هى جب هندوستان کے تخت پر اكبر جلوس كرتا تها اب رفته رفته وهي جائداد اپنے منافع كي ترقي اور اَوْر لوگوں كي فياضي سے ايک رجواڑه كي آمدني کے

برابر هی تین هزار طالب علم وهاں تعلیم پاتے هیں امیر کا بیٹا هو خواه غریب کا سب اُسی ذریعه سے تعلیم پاتے هیں اور وهاں ایسے اسباب بهی موجود هیں جنکی وجهه سے ایک جولاهے کا بیٹا بهی سات برس کی عمر سے ستائیس برس کی عمر تک بلکه تمام عمر بغیر کسی سے مدد مانگے هوئے اپنے آپ کو تعلیم میں مصروف رکهه سکتا هی اس لیئے که هر ایک لایق اور محنتی طالب علم وهاں بڑے بڑے وظیفه پاتا رهتا هی *

اب میں یهه عرض کرتا هوں که اگر یهه هماری کوششیں کامیاب هوں تو صرف چنده دینے والے امرا هی کو فائده نه پهونچیگا جیسا که بعض کا خیال هی بلکه اُس سے مفلسوں کو بهی تعلیم هوسکیگی اور اب ایک یهه امر بهی ذکر کے لایق هی — کیا اب وه وقت نهیں آتا هی جو هم سب ملکر غور کریں که آخر هماری زندگی کا نتیجه کیا هونا چاهیئے کیا وه نتیجه یهه هی که کسی روز سب لوگ ملکر اس عملداری کو اُتهاوینگے یا یهه هی که سب توکل کر بیٹهیں اور اپنی کاهلی سے اپنی اولاد کو مصیبت میں ڈال دیں اور گنهگار هوں میں سچ کهتا هوں که هرشخص جو خوشی خوشی شادی کرتا هی اور اولاد کی تعلیم کی کچهه فکر نهیں کرتا اور اُن کے لیئے ایسے وسیله بهم پهونچانے کی فکر نهیں کرتا جس سے وه آینده نسل عزت سے اپنی زندگی بسر کرسکے وه خدا کا گنهگار هی همارے اور آپ کے افعال پر آینده نسلوں کی بهلائی برائی منحصر هوتی هی پس هم کو اپنے وقت میں فرض هی که اپنی اولاد کی تعلیم کے واسطے کوئی معقول بندوبست کریں — علیگڈه اور بلند شهر هی کے لوگ جهاں بهت سے مسلمان رئیس اور تعلقه دار هیں اگر اس کام میں مدد نه کرینگے تو اَور ضلعوں والے کیا کرینگے کیا پچاس هزار روپیه کچهه مشکل هیں کیا دس آدمی پانچ پانچ هزار روپیه یا پانچ آدمی دس دس هزار روپیه بآسانی نهیں دے سکتے هیں صرف ایک مهینے کی آمدنی سے پچاس هزار نهیں بلکه ستر هزار جمع هو سکتے هیں — هاں اگر کسی کی یهه راے هو که کسی ایسے مدرسه کی ضرورت نهیں تو وه راے کا اختلاف هوگا لیکن جب آپ سب صاحب اُس ضرورت کو تسلیم کرتے هیں اور پهر کچهه اُس کا بندوبست نهیں کرتے تو نهایت نادانی هی اور مجهکو نظر آ رها هی که اس زمانه میں جب که مسلمانوں کی همسر قوموں نے اُن کو اُن کے عهدوں اور منصب اور زمینوں هی سے بیدخل نهیں کیا بلکه اُن کے مونهه میں سے اُن کی زبان نکالنا چاهتی هیں یعنی عربی و فارسی کی موقوفی کی فکر میں هیں اگر مسلمانوں نے اپنی حالت کو درست نه کیا تو ضرور وه زمانه آنے والا هی جس کا ذکر هم لوگوں میں مشهور هی که مسلمان الحمد کو الجمد پڑهنے لگینگے پهر اُس وقت دین کی کیا عزت هوگی اور اسلام کیا باقی رهیگا *

اَور ملک والوں کی فیاضیوں کا حال اس لیئے تهوڑا سا اور بیان کرنا ضرور هی که آپ کو معلوم هو جاوے که وه لوگ صرف اپنی هی قوم اور اپنے هی مذهب والوں کے علوم کی قدر نهیں کرتے بلکه غیر قوموں اور غیر مذهب والوں کے علوم پر بهی یکساں توجهه کرتے هیں — اس وقت ایک انگریز نے عربی لغات کی ایک کتاب چهاپی هی جو شاید سوله جلدوں میں هوگی اور هزار ها روپیه اُس میں صرف هوا هی اور هوگا — آنریبل سورلیم میور صاحب کے بڑے بهائی ڈاکٹر جان میور صاحب نے اپنی تمام عمر کی کمائی ایک مدرسه کو صرف اس لیئے دیدی که اُس کی آمدنی ایڈن برا کے کالج میں سنسکرت کے مدرسوں کی تنخواه میں اور وظیفوں میں صرف هو — جب اَور قوموں کو نه صرف اپنے بلکه اَوروں کے علوم کی طرف یهاں تک توجهه هو اور جس زمانه میں هم شمع سحری کی مانند اپنی حالت بسر کرتے هوں تو کیا همکو اپنے اوپر افسوس کرنا نهیں چاهیئے اور کیا همکو ایسا بندوبست کرنا مناسب نهیں هی جس سے یهه خرابی دفع هو اور جو عزت پهلے وقتوں میں مسلمانوں کو حاصل تهی اب پهر وه اپنے آپ کو اُس کا مستحق ثابت کریں *

اب میں آپ لوگوں کی نهایت منت کرتا هوں که آپ مولوی محمد سمیع الله خاں صاحب کی کوشش میں شریک هو جیئے ورنه یاد رکهیئے که آپ هی کی اولاد آپ پر هزاروں لعنت کریگی اور میں خدا سے دعا کرتا هوں که وه هم سب کو وه دن نه دکهلاوے *

ان سب گفتگوؤں کے ختم هونے کے بعد مولوی محمد سمیع الله خاں صاحب پهر کهڑے هوئے اور اُنهوں نے سب حاضرین کی طرف مخاطب هوکر فرمایا که اب میں آپ سب صاحبوں سے یهه پوچهتا هوں که اس وقت کے یهه بیان آپ کی راے میں پسندیده هیں یا نهیں اگر پسندیده هیں تو آپ صاحب مدرسه کے جاری کرنے پر آماده هیں یا نهیں *

صدر انجمن اور راجه سید محمد باقر علی خاں صاحب اور کنور محمد لطف علی خاں صاحب نے فرمایا که جو راے مدرسه کے جاری کرنے کی اس وقت بیان هوئی هی اس سے بهتر اور عمده کوئی بات هماری آینده بهبودی اور ترقیات کے واسطے خیال میں بهی نهیں آسکتی اور جمله حاضرین نے بالاتفاق یهه خواهش ظاهر کی که ضرور ایک ایسا مدرسه علیگڈه میں قایم هو اور اُس کے سرمایه کے واسطے علیگڈه اور بلند شهر کے لوگوں سے چنده جمع کیا جاوے اور چونکه آج سب رئیس موجود نهیں هیں اس لیئے چنده کے واسطے سکرٹری صاحب کوئی اور مناسب تاریخ مقرر کرکے سب رئیسوں کو اطلاع دیں پهر سب رئیسوں نے جو اس وقت کمیٹی میں موجود تهے اس بات کا وعده بهی کیا که هم اپنے لڑکوں کو بهی جو مدرسه میں آنے کے قابل هونگے بخوشی اس مدرسه میں بهیجینگے تاکه یهاں اُن کی تعلیم و تربیت بوجهه احسن عمل میں آوے *

بعد اس کے خدا کا شکر ادا کیاگیا اور مجلس برخاست هوئی *

محمد سمیع الله
سکرٹری

بمقام علیگڈه — مطبع علیگڈه انسٹیٹیوٹ میں چهپا اور حافظ
محمد عبدالرزاق کے اهتمام سے شایع هوا